قُل اِنَّ الفضلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤتیهِ مَن یَّشاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسیٰ اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

Digtized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴	۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء	شنبہ	مطابق ۲۹ ذی الحج سنہ ۱۳۳۴	نمبر ۳۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پاؤں میں جو کیل لگی تھی اس کا زخم قریباً اچھا ہو گیا ہے ؂

جناب مفتی محمد صادق صاحب سید محمد اسحٰق صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب بتقریب جلسہ سرگودھا تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں ۲۸-۲۹ اکتوبر کو جماعت احمدیہ کا جلسہ ہو گا ؂

گذشتہ ہفتہ میں مندرجہ ذیل احباب دار الامان میں تشریف لائے میاں نیاز احمد صاحب پاکپٹن سے۔ مولوی انوار حسین خان صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی سے۔ میاں فضل احمد صاحب لاہور سے۔ فتح دین صاحب گمہور ضلع جہلم سے۔ سید وزارت حسین صاحب سکرٹری مونگھیر سے۔ حافظ عبد المجید صاحب سوداگر منصوری سے

اخبار احمدیہ

حضرت عیسیٰ ؑ کی وفات۔

جناب کبیر الدین صاحب احمد احمدی گارڈ تحریر فرماتے ہیں کہ میں .. .. اسٹیشن مغل سرائے سے پانچ نمبر گاڑی کو لئے ہوئے لکھنؤ آتا تھا کہ انٹر کلاس میں مولوی فاضل خلیل الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم بنارس کے عاجز کو نظر پڑے۔ جب گاڑی ہماری اسٹیشن پرتاب گڑھ میں پہونچی۔ تو میں مولوی صاحب ہی کے درجہ میں انکے برابر بیٹھ گیا۔ کیونکہ وہاں گاڑی دیر تک لگی رہتی ہے۔ مولوی صاحب نہایت اخلاق سے ملے ؂

کبیر۔ آپ کیا فرماتے ہیں بابت اس مسئلہ کے کہ حضرت عیسیٰ ؑ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ؟

خلیل الرحمٰن صاحب۔ بمصداق آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت

کبیر۔ مولوی صاحب وضاحت کے ساتھ ڈیڈ سارٹیفکیٹ مرحمت فرمائیے ؂

مولوی صاحب۔ لاؤ۔ لکھ دوں ؂

کبیر۔ بہت خوب۔ کاغذ حوالہ کیا اور پنسل ؂

مولوی صاحب۔ بمصداق انی متوفیک و رافعک الی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت جل جلالہ نے وفات دی۔ اور یہی معنے قد خلت من قبلہ الرسل کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ خلیل الرحمٰن (مہتمم) (فوت) عفی عنہ بحیا بنارس

جج اکبر (الہ آبادی)

(۲) اکبر حسین صاحب جج پنشنر تخلص اکبر الہ آبادی جو ایک بہت مشہور اور نامور شاعر ہیں۔ لکھنؤ کے اسٹیشن پر ملکر صاحب کے چھوٹے بھائی مرزا احسام الدین احمد سے یوں فرمانے لگے۔ کہ اگر آج میں مرزا صاحب کو پاتا۔ تو قبول کرتا۔ مگر

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

خدا کی قسم میں انکو مانتا ہوں۔ اور یہی میری بیعت ہے۔

(۲) پھر فرمایا۔ کہ مجھے احمدیوں سے یوں دلی محبت ہے۔ کہ وہ سب نمازی ہیں۔ پھر تبسم فرماکر ارشاد کیا۔ لطیفہ

دنیا کی گردش سے شیعہ سنی دونوں آدھے ہوگئے ہیں سنی کی تنصیف سن ہوئی۔ جسکے معنے بےحس کے ہیں۔ اور شیعہ کا نصف شی ہے۔ انگریزی میں عورت کو کہتے ہیں (she) بس لفظ احمدی اچھا ہے۔ دوسرے مرزا صاحب اگر خود نبی ہو کر چلے جاتے۔ تو مجھ کو افسوس نہ ہوتا۔ وہ تو ہر ایک کو امید دلا گئے ہیں۔ کہ وہ مسیح بن سکتا ہے۔ اور یہ جوش ایسا ہے۔ کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنا مکان عشرت منزل کہ جو چوک الہ آباد میں واقع ہے۔ چھوڑ دوں۔ اور چند شعر پڑھے۔ پھر فرمایا۔ کہ مجھ کو مرزا صاحب کی تحریر سے یقین ہوگیا۔ کہ مسیح مر گئے۔ اور مہدی کا کوئی وجود نہیں ۞

سالانہ رپورٹ انجمن احمدیہ صریح۔ ضلع جالندھر

جناب عبد ... صاحب سکرٹری تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) امسال صماعہ للعہ ر داخل خزانہ صدر انجمن بہ تفصیل ذیل ہوئے۔ اما صعہ سوف سکرٹری اور سو روپیہ مفتی گلزار محمد صاحب پریذیڈنٹ نے براہ راست داخل خزانہ کیا۔ اور سال گذشتہ میں ماللعہ للعہ ر داخل ہوئے تھے ۞

(۲) اس سال سکرٹری اور اہلیہ سکرٹری اور مفتی گلزار محمد صاحب نے سو سو روپیہ چندہ منارہ میں دینے کا وعدہ کیا اہلیہ سکرٹری اور مفتی صاحب نے تو اپنا کل روپیہ ادا کر دیا۔ لیکن سکرٹری کے ذمہ ابھی صللعہ باقی ہیں۔ حسب وعدہ اقساط میں داخل خزانہ ہوں گے ۞

(۳) اس سال یہاں سے تین وصیتیں ہوئیں۔ دو تو سکرٹری کی دختروں کی طرف سے۔ اور ایک اہلیہ پسر میاں عبدالحمید کی طرف سے۔ اور تینوں کا عشر مبلغ ۱۱عصہ روپیہ چندہ شرط اول داخل خزانہ ہوا۔ اور آیندہ عشر آمدنی داخل ہوتا رہیگا ۞

(۴) مفتی صاحب اور میاں خدا بخش صاحب تبلیغ کا بہت جوش رکھتے ہیں۔ اور راقم بھی حتی المقدور کوشاں رہتا ہے ۞

(۵) لائبریری یہاں نہیں۔ مگر سلسلہ کی کتابیں پریذیڈنٹ اور سکرٹری سے ہر ایک آدمی دیکھ سکتا ہے۔ اور نیز کل رسالے اور اخبار بھی جو بنام پریذیڈنٹ و سکرٹری علیحدہ علیحدہ آتی ہیں ۞

(۶) تعداد مبائعین مع مستورات صرف ۱۷ ہے ۞

(۷) قلیل جماعت سے اس قدر چندہ ہونا صرف خداوند تعالے کا فضل اور حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۞

ڈیرہ غازیخان سے خط

اخویم محمد اکبر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کسی گذشتہ اشاعت پیغام میں ایک غیر مبایع منشی نور احمد صاحب داروغہ اہتمار کا خط بنام امیر پیام شائع ہوا ہے جسمیں راقم خط نے اس عاجز کو خوب پانی پی پی کر کوسا ہے۔ انکی گالیوں اور دشنام دہی پر مجھے نہ تعجب ہے نہ غم کیونکہ عام طور پر پیغامیوں کا شیوہ ہی سبّ و شتم کرنا ہے۔ اور پیغام میں سوائے گندہ دہنی اور ہزلیات کے اچھی باتیں دیکھنے میں کم ہی آتی ہیں۔ بلکہ ایک گونہ خوشی ہے کہ مجھ جیسے نالائق اور ناچیز کو ان پاک بزرگان دین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کبار کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت دیدی ہے۔ جنپر بارہا پیغام میں نام لے لے کر تبرا بازی کیگئی ہے۔ جو خاص بات میں اس خط کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ اس خط میں بتلایا گیا ہے کہ اب تک اس ضلع میں کسقدر تو مبائعین امیر پیام کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمد کے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں یعنے کس ڈیرہ غازیخان میں اور دو یا تین جام پور میں۔ قطع نظر اسکے کہ ان نو مبائعین کی حالت کیسی ہے۔ اور انہیں ایک قاعدہ احمدی جماعت کا نام دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر ان بھی لیا جاوے۔ کہ اتنے آدمیوں کی نئی جماعت پیغامی فریق کے ساتھ ہوگئی ہے۔ تو اس سے کم از کم یہ تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ آج سے کئی ماہ پہلے جو اعلان خود بدولت امیر پیام کی اپنی قلم سے پیغام میں شائع ہوا تھا۔ اور جسمیں فخریہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ ڈیرہ غازیخان کی سابقہ جماعت احمدی (معاذ اللہ) خراب ہوگئی ہے۔ اور اب وہاں مولوی عزیز بخش صاحب کے ساتھ پندرہ سولہ آدمیوں کی نئی جماعت ہوگئی ہے۔ وہ سراسر غلط اور نادرست تھا۔ اگر ہمارے مہربان دوست منشی نور احمد یا ایڈیٹر پیام کو اپنے امیر کا وہ اعلان یاد ہوتا تو وہ ضرور خاموش ہی رہتے اور اسطرح خواہ مخواہ اصلیت سے پردہ اٹھا کر انکی پردہ دری نہ کرتے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب خود امیر پیام کی طرف سے شائع ہونیوالی تحریرات اسقدر اصلیت سے دور اور مبالغہ سے پر ہوتی ہیں۔ تو دوسروں کی تحریرات کا کیا حال ہوگا۔ اور پیغام میں شائع ہونیوالے توبہ نامے یا دوکنگ مشن کے جو حالات سندھ سے شائع کئے جاتے ہیں وہ کہاں تک راستی پر مبنی ہوتے ہیں۔

(۲) ایڈیٹر العصر کی خوب قلعی کھولی گئی ہے۔ احمدیت کی عداوت ان لوگوں کے دلوں میں پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مجھے یاد آتا ہے۔ کہ مصطفےٰ خان نے جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پٹیالہ سے رسالہ ادب جاری کیا۔ تو یہاں کی انجمن کے سکرٹری کو لائبریری احمدیہ کے واسطے اس نے اپنے رسالہ کی خریداری کی تحریک کی۔ چونکہ رسالہ مذکور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذکر اور حالات سے خالی تھا۔ سکرٹری صاحب نے اسی بنا پر خریداری پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ جس پر جواب آیا کہ قادیان کے بزرگ تو مشورہ دیتے ہیں کہ رسالہ میں احمدیت کا ذکر نہ کرو اور آپ اسی وجہ سے خریداری منظور نہیں کرتے۔ اسوقت سکرٹری مولوی عزیز بخش صاحب تھے جو تعجب کیا کرتے اور ہنستے تھے کہ بھلا قادیان میں بھی ایسے بزرگ ہو سکتے ہیں

احباب وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں

جن احباب کی قیمت اخبار الفضل ۳۱ اکتوبر ۱۶ء تک ختم ہو جائیگی۔ انکی خدمت میں اگلا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ امید ہے کہ وی پی وصول فرماکر ہمیں شکرگذاری کا موقعہ دینگے۔ آجکل جسقدر اخراجات کا بوجھ اخبار پر پڑا ہوا ہے۔ اس سے احباب ناواقف نہیں۔ ایسی صورت میں وی پی واپس کر کے اس بوجھ کو اور بڑھا دینا ہمارے لئے ایک بار ہے۔ امید ہے کہ اس کا خاص طور پر خیال رکھا جائیگا ۞

خاکسار منیجر الفضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۸ - اکتوبر ۱۹۱۶ء

دروغ بے فروغ

پیامی مبلّغ مرہم عیسیٰ کی کذب بیانی

نمبر (۲)

مرہم عیسےٰ کی تمام کارگذاری اسی کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔
" خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ننگل اور خاص قادیان میں بھی اسکے فضل اور رحم سے ایک چھوٹی سی جماعت سلسلہ حقہ احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی تیار ہوگئی ہے۔ سات آدمی تو یہ ہیں۔ اور عنقریب پندرہ بیس آدمی اور فسخ بیعت کا اعلان کرنیوالے ہیں۔

(۱) میاں اسمٰعیل صاحب۔ ننگل
(۲) میاں مالی لوہار۔ "
(۳) میاں محمد حسین درزی "
(۴) میاں کریم بخش لوہار۔ قادیان
(۵) میاں چراغ الدین۔ دوکاندار قادیان
(۶) مرزا محمد بیگ صاحب۔ قادیان
(۷) محمد ابراہیم صاحب۔ دیوانخانہ مرزا الدشد بیگ قادیان "

ان مندرجہ بالا اشخاص کے نام سے مرہم عیسےٰ نے جو تحریرین شائع کی ہیں۔ وہ ہم ذیل میں درج کرینگے۔ اور انکے مقابلہ میں وہ تحریریں بھی شائع کرینگے۔ جو انہیں لوگوں کی طرف سے ہم کو موصول ہوئی ہیں۔ ہاں ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ جو تحریریں ہمارے پاس آئی ہیں۔ وہ ہمارے کسی آدمی نے ان لوگوں سے نہیں لکھوائیں۔ بلکہ میاں نبی بخش صاحب سربراہ جناب مرزا سلطان احمد صاحب نمبردار قادیان نے جو کہ غیر احمدی ہیں۔ لکھوا کر ہمیں دی ہیں اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس معاملہ میں ہم نے کسقدر احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور یہ تحریریں مرہم عیسےٰ کے مقابلہ میں کیسی باوقعت ہوسکتی ہیں *

پہلی تحریر جو مرہم عیسےٰ نے شائع کی ہے۔ یہ ہے:۔
" چونکہ میاں صاحب کے عقائد حضرت صاحب کے عقائد نہیں ہیں۔ اس لئے اب ہم انکے مرید بھی نہیں ہیں۔ اسمٰعیل۔ محمد حسین۔ مالی لوہار "

اسکے متعلق ہمارے پاس میاں نبی بخش صاحب غیر احمدی کی معرفت یہ تحریر پہنچی ہے کہ:۔
" جتنے مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اور نہ ہی میاں صاحب کے عقائد کو کبھی مانا ہے۔ یہی بیان مالی کا ہے۔ مالی سے بھی لکھوا لیا گیا ہے۔ محمد حسین یہاں موجود نہیں۔ کہیں چلا گیا ہے "

ان دونوں تحریروں کو مقابلہ کرکے دیکھو۔ مرہم عیسےٰ تو انکی نسبت یہ شائع کرتا ہے۔ کہ "اب ہم میاں صاحب کے مرید بھی نہیں رہے" لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم کبھی بھی میاں صاحب کے مرید نہیں ہوئے۔ یہ میں تقاوت راہ از کجا است تا بکجا کیا ایسے ہی لوگوں کی نسبت کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ میاں صاحب کے عقائد سے بیزار ہوکر انکی بیعت سے توبہ کرچکے ہیں۔ جس شخص نے انکی بیعت ہی نہیں کی۔ اسکی فسخ بیعت کا اعلان کرنے کا کیا مطلب۔ ایسے لوگوں کی طرف سے جنھوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت شروع دن سے ہی نہیں کی۔ فسخ بیعت کا اعلان کرنا کیا صریح طور پر مغالطہ دہی نہیں۔ لیکن تمہارا کام چونکہ لوگوں کو دہوکہ دینا ہے۔ اس لئے اس بات کو غلط جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی ہمارے مقابلہ پر عمل میں لارہے ہو۔ کیا اس سے تمہارے اس حسد اور کینہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ جو حق کے مخالفین کو اندھا کرنے کا باعث ہوا کرتا ہے۔

دوسری تحریر جو مرہم عیسیٰ نے شائع کی۔ وہ کریم بخش لوہار ساکنہ قادیان کی ہے کہ:۔
" میں میاں صاحب کے غلط عقیدوں سے بیزار ہوکر انکی بیعت سے توبہ کرتا ہوں "

اسکے مقابلہ میں جو تحریر ہمیں پہونچی ہے۔ وہ یہ ہے کہ:۔
" میں میاں صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر کبھی بیعت نہیں ہوا "

کسقدر تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص اقرار کرتا ہے۔ کہ میں نے خلیفۃ المسیح کی بیعت ہی نہیں۔ لیکن اسکی طرف سے بیعت کی توبہ کا اعلان شائع کیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھکر خلاف بیانی اور دہوکہ دہی اور کیا ہوسکتی ہے۔

تیسری تحریر خیر الدین دوکاندار قادیان کیطرف سے مرہم عیسےٰ نے یہ شائع کی ہے کہ:۔
" میں میاں صاحب کے عقائد کو نہایت غلط اور حضرۃ مولانا مولوی (محمد علی) کے عقائد کو نہایت صحیح تسلیم کرکے انکی جماعت میں داخل ہوتا ہوں "

یہ تحریر صاف ہے اسمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کے فسخ کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت ہی نہیں کی۔ باقی رہا اس کا مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں داخل ہونا۔ اسکے لئے ہم انھیں مبارکباد کہتے ہیں۔ کیونکہ انکی جماعت میں ایسے ہی لوگ شامل نہ ہوں۔ تو اور کون ہوں۔ اس خیر الدین کی جو برعکس نہند نام زنگی کا فور کا پورا پورا مصداق ہے دینی حالت یہ ہے۔ کہ ہم نے تو اسے نہ پہلے اور نہ اب جبکہ وہ مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں داخل ہوچکا ہے کبھی نماز پڑھتے دیکھا۔ ہاں اگر دیکھا ہے۔ تو رمضان کے مبارک مہینہ میں سر بازار کھاتے اور پیتے دیکھا ہے یہ اسکی ظاہری حالت ہے۔ جسکی شہادت قادیان کے غیر احمدی بھی دیسکتے ہیں۔ ایسا شخص اگر کاغذ کے ایک پرزے پر یہ الفاظ لکھ دیتا ہے کہ " میں مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں داخل ہوتا ہوں " تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ لیکن پیغامی ہیں کہ بڑے فخر سے اسکی تحریر کو شائع کرتے ہیں۔ دراصل مرہم عیسےٰ وغیرہ بھی اس سے ناواقف نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ اس نے یہ الفاظ بھی لکھ دئے تھے۔ کہ " میں میاں صاحب کے عقائد کو نہایت غلط سمجھتا ہوں " اس لیئے انہوں نے اس کی تحریر شائع کرتے ہوئے کسی بات کی پروا نہ کی حالانکہ ان الفاظ کے لکھنے کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ پچھلے دنوں جو یہاں ایک احمدی بھائی کی دوکان کے متعلق

قفل شکنی کی واردات ہوئی تھی۔ اس میں اسی خیرالدین کا سگا (حقیقی) بھائی تاج الدین نامی گرفتار ہوا تھا۔ جو جرم ثابت ہو جانے پر ایک سال قید ہو چکا ہے۔ اور ابھی تک قیدخانہ ہی کی ہوا کھا رہا ہے۔ اسبات کا رنج اور غصہ نکالنے کے لئے اگر اس نے یہ الفاظ لکھے ہیں اور مولوی محمد علی صاحب نے دلداری کے طور پر اس کے لئے اپنی آغوش شفقت کھولدی ہے۔ اور بڑے فخر سے اسکی تحریر کو شائع کیا گیا ہے۔ تو کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ البتہ اس افواہ کی کسی قدر تصدیق ہوتی ہے جو پچھلے دنوں امن پسند اور صلح جو لوگوں میں گرم ہو رہی تھی۔ کہ قادیان کے احمدیوں اور دوسرے لوگوں کی ناچاقی میں پس پردہ کوئی خاص ہاتھ کام کر رہا ہے اور انہیں کے بھروسہ پر یہ بدمزگی پیدا ہو رہی ہے اس وقت ہمارا ماتھا بھی ٹھنکا تھا۔ لیکن چونکہ خدا کے فضل سے شورش پسندوں کو اس میں سخت ناکامی ہوئی۔ اس لئے اس افواہ کو کچھ وقعت دینے کی ضرورت نہ پڑی

چوتھی تحریر کسی محمد ابراہیم نامی کی یہ ہے کہ "میں میاں صاحب کے عقائد سے سخت بیزار ہوں۔ اور انکی بیعت سے توبہ کرتا ہوں" اس کے متعلق ہمارے پاس محمد ابراہیم ابن شیخ یعقوب علی صاحب کیطرف سے یہ تحریر موصول ہوئی ہے کہ :۔

"پیام صلح میں کسی محمد ابراہیم کا نام ان لوگوں میں شائع کیا گیا ہے۔ جنہوں نے بخیال مرہم عیسےٰ حضرت فضل عمر کی بیعت سے توبہ کی ہے۔ اسکے متعلق میں اعلان کرتا ہوں کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ادنےٰ خادم ہونے کو فخر سمجھتا ہوں۔ اور رہوں۔ میں نے کوئی تحریر مرہم عیسےٰ کو لکھ کر نہیں دی اور نہ ہی دیوان خانہ مرزا ارشد بیگ سے مجھے کوئی تعلق ہے"

پانچویں تحریر مرزا محمد بیگ کی پیام نے شائع کی ہے کہ "میں میاں صاحب کے عقائد سے بیزار ہو کر فسخ بیعت کرتا ہوں"

یہاں اس نام کے دو شخص ہیں۔ اور ہمارے پاس دونوں کی طرف سے جو تحریریں پہونچی ہیں۔ وہ یہ ہیں پہلی تحریر :۔

"میں حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ سے بالکل واقف نہیں ہوں۔ بلکہ میں ان کو شناخت بھی نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کون صاحب ہیں۔ باقی رہا یہ کہ میں نے میاں صاحب کی بیعت سے توبہ کر دی ہے۔ میں حضرت میاں صاحب کو اپنی رائے کے مطابق نیک بخت اور بزرگ سمجھتا ہوں۔ اور مجھے احمدی جماعت قادیان سے کسی قسم کی عداوت اور اعتراض نہیں ہے"

مرزا محمد بیگ بقلم خود

دوسری تحریر یہ ہے :۔

"میں نے حضرت مولوی صاحب کی بیعت کی تھی۔ اور حضرت میاں صاحب کی بیعت بھی کی ہوئی ہے۔ مجھے اب تک کوئی اعتراض نہیں۔ مرہم عیسےٰ کی شکل کا بھی میں واقف نہیں ہوں" مرزا محمد بیگ از قادیان

ان تحریروں سے جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ مرہم عیسےٰ کو کس قدر جھوٹ اور دروغ بیانی کی غلاظت پر منہ مارنے کی عادت ہے۔

مرہم عیسےٰ نے ان سات آدمیوں میں ایک چراغ الدین دوکاندار قادیان کا نام بھی شائع کیا ہے۔ لیکن اسکی طرف سے کوئی تحریر شائع نہیں کی۔ اس کے متعلق ہمیں یہ تحریر ملی ہے کہ :۔

"مجھے یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا ہے کہ پیغام صلح لاہور میں میرا نام بیعت فسخ کرنے والوں میں شائع ہوا ہے۔ حالانکہ میں سچے دل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں ہوں۔ پیامیوں کا یہ محض افترا ہے۔ بجز اسکے اور کیا کہوں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی طرح جھوٹ موٹ لوگوں کے نام لکھ دیتے ہونگے"

بقلم خود چراغ الدین

یہ ہے مرہم عیسےٰ کی تیار کردہ اس جماعت کی حقیقت اور اصلیت۔ جس کے متعلق اس نے لکھا تھا کہ "میں نے کام کر لیا ہے۔ اور جماعت قادیان میں اور جنگل میں بنالی ہے" کیا اسی کو جماعت بنانا کہتے ہیں

ان حالات کو پیش کر کے ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں جو حق اور باطل میں تمیز کرنے کا مادہ رکھتے ہیں۔ کہ کیا ایسے لوگ جن کے خاص مبلغوں اور واعظوں کی یہ حالت ہو کہ بڑی سے بڑی غلط بیانی سے بھی ذرا نہ شرمائیں۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کے عوام کی کسی بات پر اعتبار کیا جائے یا انکی کسی بات کو صحیح اور درست مان لیا جائے۔ پھر جو لوگ دینی امور میں اس قدر دیدہ دلیری سے کام لینے کے عادی ہیں۔ وہ دنیاوی معاملات میں کیا کچھ نہ کرتے ہونگے۔ اور اپنے اغراض اور مقاصد کے حصول کے لئے کیسی کیسی ناروا اور خطرناک تجاویز سوچتے ہونگے۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے دین و دنیا دونوں جگہ ذلت ہی ذلت ہے۔ خدا تعالےٰ انہیں ہدایت دے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد علمائے کرام اور اہل قلم اصحاب کے متعلق

مورخہ ۱۳ر اکتوبر کے خطبہ جمعہ میں جو ۲۱ر اکتوبر میں شائع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کے علماء اور اہل قلم اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ وہ مسئلہ نبوت پر مختلف مضامین لکھیں۔ اور پے در پے لکھتے رہیں تاکہ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ مسئلہ حفظ ہو جائے۔ ہم اپنے علماء اور فضلاء کے اشتغال سے ناواقف نہیں۔ اور نہ ہی ہمیں انکے عدیم الفرصت ہونے سے انکار ہے۔ تاہم امید ہے کہ وہ اپنے امام اور مطاع کے ارشاد کی تعمیل کرنا اپنے لئے عین سعادت سمجھیں گے۔ اور بہت جلدی اس مسئلہ کے متعلق اپنے مضامین شائع ہونے کے لئے ہمارے پاس بھیجیں گے۔ یہ مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث کی رو سے بھی ہونے چاہئیں تاکہ غیر احمدی بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ان کے غلط خیال کی بھی تردید اور اصلاح ہوتی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے الفاظ میں واقعی اسلام کے لئے وہ دن موت کا دن ہوگا۔ جبکہ تمام مسلمان یہ سمجھ لینگے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد [illegible]

حقائق حدیث

(از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؑ)

صحیح مسلم - جلد اوّل کتاب الایمان

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ملفوظات کو قلمبند کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے حضور کی تقریر بہت تیز اور رواں ہوتی ہے۔ اسلئے بعض اوقات کاتب تقریر کا جزو رہ جاتا ہے اور اس کا اثر تقریر کے قلمبند کرنے پر پڑتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کاتب سہو اور غلطی کا بھی شکار ہو جائے۔ اس لئے حضور کی کسی تقریر یا درس کو شائع کرتے ہوئے ہم اسقدر عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اہل علم احباب نہایت شفقت اور مہربانی سے ہمیں مطلع فرماویں۔ ہم اسکی اصلاح کر دینگے۔ حضرت امیر المومنین کو اسقدر فرصت تو ہے نہیں۔ کہ ہر ایک تقریر آپ کو دکھا کر شائع کی جائے لیکن احباب کا یہ شوق کہ ہر ایک پرچہ میں کچھ نہ کچھ حضور کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ہونا چاہیئے۔ ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ اپنی طرف سے حتی الوسع احتیاط کر کے ہم حضور کے کلمات طیبات کو شائع کر دیں۔ اور اگر کوئی فروگذاشت ہو جائے۔ تو اطلاع ہونے پر اسکی اصلاح کر دی جائے۔ اسی طریق سے ہم حضرۃ خلیفۃ المسیح کے درس حدیث شریف کے نوٹوں کو شائع کرنے کا تہیہ کر سکتے ہیں۔ جو مولوی محمد رفیع الدین صاحب کی کوشش اور سعی کا نتیجہ ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ سلسلہ بہت مفید اور فائدہ رساں ثابت ہوگا"

(ایڈیٹر)

عن ابی ھریرۃ قال کنا قعودا حول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معنا ابوبکر و عمر فی نفر فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من بین اظھرنا فابطاء[1] علینا وخشینا۔۔ ان یقتطع دوننا وفزعنا ثم قمنا فکنت اول من فزع فخرجت ابتغی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی اتیت حائطا للانصار لبنی النجار فدرت[2] به هل اجد له بابا فلم اجد فاذا ربیع یدخل فی جوف حائط من بئر خارجة[3] والربیع الجدول[4] فاحتفزت[5] کما یحتفز الثعلب فدخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ فقال ابو ھریرۃ فقلت نعم یا رسول اللہ قال ما شانک قلت کنت بین اظھرنا فقمت فابطات علینا فخشینا ان تقتطع دوننا ففزعنا فکنت اول من فزع فاتیت ھذا الحائط فاحتفزت کما یحتفز الثعلب وھؤلاء الناس ورائی فقال یا ابا ھریرۃ واعطانی نعلیه وقال اذھب بنعلی ھاتین فمن لقیت من وراء ھذا الحائط یشھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبه فبشرہ بالجنة فکان اول من لقیت عمر فقال ما ھاتان النعلان یا ابا ھریرۃ قلت ھاتین نعلا رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم بعثنی بھما من لقیت یشھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبه بشرته بالجنة۔ قال فضرب عمر بیدہ بین ثدیی[6] فخررت لاستی فقال ارجع یا ابا ھریرۃ فرجعت الی رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم فاجھشت بکاء[7] ورکبنی عمر واذا ھو علی اثری فقال لی رسول اللہ صلے اللہ مالک یا ابا ھریرۃ فقلت لقیت عمر فاخبرته بالذی بعثتنی به فضرب بین ثدیی ضربة خررت لاستی فقال ارجع۔۔

۔۔ فقال له رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم یا عمر ما حملک علی ما فعلت قال یا رسول اللہ بابی انت وامی ابعثت ابا ھریرۃ بنعلیک من لقی یشھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبه بشرہ بالجنة قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم نعم۔ قال فلا تفعل بابی انت وامی فانی اخشی ان یتکل الناس علیھا فخلھم[8] یعملون قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم فخلھم +

[1] ابطا - دیر کی ❊

[2] درت - میں اُسکے ارد گرد پھرا ❊

[3] بئر خارجۃ - مضاف - مضاف الیہ بھی پڑھتے ہیں تب تو اسکے معنے یہ ہونگے - خارجہ کا کنواں - اور خارجہ ایک صحابی کا نام ہے

صفت موصوف بھی پڑھتے ہیں - اس لحاظ سے یہ معنے ہیں کہ وہ کنواں احاطہ باغ سے باہر تھا ❊

[4] الربیع الجدول - چھوٹی سی نالی -

[5] فاحتفزت - احتفاز کسی جانور کا سکڑ کر اپنے بل میں داخل ہونا ❊

[6] ضرب عمر بیدہ بین ثدیی - عرب میں کسی کو روکنے کے لئے اسکے سینے پر ہاتھ مارتے ہیں ❊

حضرت ابو ہریرہ جو حضرت عمر کے چھاتی پر ہاتھ مارنے سے گرے - تو اپنی کمزوری کی وجہ سے گرے - ورنہ حضرت عمر کی مرضی ان کو گرانے کی نہ تھی ❊

[7] اجھشت بکاءً - رونے کی تیاری کی ❊

[8] فخلھم - رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے حضرت ابوہریرہ کو یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ تمام لوگوں کو جاکر خبر کر دو - لیکن انکی طرز رفتار سے ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ گویا وہ کسی سفر پر چلے ہیں - اور جہاں تک پہنچ سکینگے - وہاں تک یہ خبر پہنچا دینگے - اس لئے حضرت عمر نے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھ لی تھی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ من لقیت وراء ھذا الحائط یشھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبه فبشرہ بالجنة - کہ جو کوئی اس باغ کے پیچھے ہے - وہ گواہی دیتا ہو - کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں دلی یقین کے ساتھ پس اسکو بشارت دے جنت کی - جب ابو ہریرہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے - تو انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ باقی صحابہ بھی جو اس وقت مجلس میں شامل تھے - گھبرائے ہوئے میرے پیچھے آ رہے ہیں (اُن دنوں بنی غطفان قبیلہ کیطرف سے جو کہ دشمن تھے - خطرہ تھا) تو رُسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اگرچہ باہر ہیں لیکن انکی محبت اور تعلق کا یہ حال ہے کہ میری تلاش میں یہاں تک پہونچے ہیں - یہ ثبوت ہے اس بات کا - کہ انہوں نے توحید کو واقعی سمجھ لیا ہے - اسی لئے انہیں توحید سکھلانیوالے کے

اسقدر محبت ہو۔ تو ایسی توحید پر جو پہنچ جائے۔ کہ اسے رسول کے ساتھ اس قدر تعلق اور ایمان پیدا ہو جائے۔ تو واقعی وہ جنت کی خوشخبری کے لائق ہو جاتا ہے۔ نہ کہ تمام وہ لوگ جو رسول کریم کی تلاش کی گھبراہٹ میں شامل نہ تھے۔ انکی نسبت چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے بھی نہ فرمایا تھا سو اب بھی یہ فرمایا۔ فخلھم۔ ہاں اوروں کو چھوڑ دو۔ تو آپ کی پہلی اور پچھلی بات میں اختلاف نہیں۔ حضرت ابوہریرہ کے سمجھنے میں فرق ہے ❊

اس حدیث سے حضرت عمر کا حضرت ابوہریرہ کو سب سے پہلے ملنا اور اس خوشخبری کا سننا بھی ایک عجیب بات ہے۔ اور وہ یہ کہ جس کو جس قدر توحید سے جتنی زیادہ محبت تھی۔ اسکو اسی قدر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت تھی۔ اور جسکو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت تھی۔ وہ آپکے لئے فزع اور ڈھونڈنے میں بھی سب سے آگے تھا۔ حضرت عمر کو چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اسلئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بھی سب سے آگے تھے۔ اسی لئے حضرت ابوہریرہ کو سب سے پہلے وہی ملے ❊

ھل اجد لہ بابا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ باغ ہو اور اس کا کوئی دروازہ ہی نہ ہو۔ اور سب لوگ آسانی سے ہی گھس کر جاتے ہوں۔ بلکہ یہ حضرت ابوہریرہ کے فزع کا نقشہ ہے کہ محبت نے انکی آنکھوں تک اسقدر اثر کر دیا تھا۔ کہ ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود انکی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اور کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی ❊

ہر ایک خوشخبری دینے کے لئے اس کا اہل دیکھنا ضروری ہے۔ ورنہ غیر مستحق کو خوشخبری دینا ناقدری کرانا ہے ❊

عن انس بن مالک قال حدثنی محمود بن الربیع عن عتبان بن مالک قال قدمت المدینۃ فلقیت عتبان فقلت حدیث بلغنی عنک قال اصابنی فی بصری بعض الشیئ فبعثت الی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم انی احب ان تاتینی فتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلے۔ قال فاتی النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم ومن شاء اللّٰہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ یتحدثون بینھم ثم اسندوا عظم ذلک وکبرہ الی مالک بن دخشم قال ودعانہ دعا علیہ فھلک وودوا انہ اصابہ شر فقضی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم الصلاۃ وقال الیس یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ قالوا انہ یقول ذلک وما ھو فی قلبہ قال لا یشھد احد انہ لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ۔ قالوا انہ یقول ذلک وما ھو فی قلبہ۔ قال لا یشھد احد انہ لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ فیدخل النار او تطعمہ قال انس فاعجبنی ھذا الحدیث فقلت لابنی اکتبہ فکتبہ۔

ایک صحابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میری آنکھوں کو کچھ شکایت ہو گئی ہے یعنی نظر جاتی رہی ہے۔ آپ میرے گھر تشریف لا کر نماز پڑھیں۔ جہاں آپ نماز پڑھینگے۔ وہاں ہی میں پڑھا کروں گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسکے گھر تشریف لائے۔ اور کچھ صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آپ تو نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ اور باہر صحابہ آپسمیں باتیں کرنے لگے۔ منافقوں کا ذکر آنے پر نفاق کا بڑا رکن مالک بن دخشم قرار دیا گیا۔ راوی کہتے ہیں صحابہ کا باتیں کرنے سے مطلب یہ تھا۔ کہ تا رسول کریمؐ یہ سنکر اسپر بد دعا کریں۔ اور وہ ہلاک ہو جائے یا کم از کم اسپر کوئی مصیبت ہی آ پڑے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا۔ کہ کیا وہ اللہ تعالےٰ کی توحید اور ہماری رسالت کو تسلیم نہیں کرتا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ظاہر میں تو کرتا ہے۔ لیکن دل سے نہیں۔ آپنے فرمایا کہ جو واقعی اللہ تعالےٰ کے ایک ہونے اور ہمارے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ وہ تو کبھی ایسے کاموں کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ جو اسے جہنم میں لیجانیوالے ہوں۔ یا یہ کہ جہنم اسکے پاس آئے۔

فیدخل النار او تطعمہ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بہت ہی عمدہ جواب دیا۔ آپنے یہ نہیں فرمایا کہ واقعی مالک بن دخشم کا ایمان اس قابل ہے کہ اُسے جہنم سے بچا سکے۔ بلکہ یہ فرما دیا۔ کہ تمہارے کہنے سے کسی کو جہنم نہیں کھا سکتی۔ جب تک کہ واقعی اسکے اعمال اسکے مناسب حال نہ ہوں۔ یعنی اگر مالک بن دخشم واقعی منافق ہے۔ تو اسکے اعمال اسکو جہنم سے نہیں بچا سکیں گے۔ اور اگر نہیں تو تمہارے کہنے سے جہنم اُسے کھا نہیں سکتی۔

اس حدیث سے کئی ایک باتیں معلوم ہوئیں

اوّل۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبرک میں امداد وی نہ کہ اُسکو منع کیا۔ کہ جاؤ جی اِن باتوں میں کیا رکھا ہے۔ کہ ہم جب تک نماز نہ پڑھیں۔ تو تمہاری نماز ہی نہ ہو گی۔ نماز میں اخلاص پیدا کرنا کیا قبولیت کے لئے کافی نہیں۔ جو تم تبرک چاہتے ہو۔ سو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے تعلق میں خاص منافع ہیں ❊

(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تصنع اور بناوٹ سے پاک ہونا اور وہ اسطرح کہ آپنے نماز پڑھتے ہوئے صحابہ کی باتوں کو سنا اور بعد میں فیصلہ کیا۔ نہ کہ بالکل انکی باتوں سے اجنبیت ظاہر کی۔ تا کہ لوگ سمجھیں کہ نماز میں جب ہوں۔ تو پھر عالم دنیا سے محض بے خبر ہو کر محض متبتل الی اللہ ہی ہو جاتے ہیں ❊

(۳) صحابہ کی گفتگو اکثر دینی امور پر اور لوگوں کے اعمال کے سدھارنے پر ہی ہوا کرتی تھی ❊

(۴) ہر گھر میں ایک جگہ کو خاص نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہوتا ہے ❊

اس حدیث کی سند میں عن انس بن مالک حدثنی محمود بن الربیع عن عتبان بن مالک۔ قال قدمت المدینۃ فلقیت عتبان فقلت حدیث بلغنی عنک ❊

اور اسی آخر حدیث میں قال انس فاعجبنی ھذا الحدیث فقلت لابنی اکتبہ فکتبہ۔ کا مطلب یُوں ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں کہ مجھے محمود بن ربیع نے عتبان بن مالک سے حدیث سنائی۔ اسطرح کہ محمود بن ربیع نے یہ حدیث کسی اور سے سُنی تھی۔ مگر تصدیق کرنے کے لئے یہ محمود بن ربیع خود جا کر اُس شخص سے یعنی عتبان صحابی سے ملے۔ اور پھر یہ حدیث خود انکی زبانی سنی۔ اور انس بن مالک کو سُنائی۔ انس بن مالک کو یہ اسقدر پسند آئی۔ کہ بیٹے سے لکھوالی ❊

ایک لالچ کے مارے کی

چند غلط بیانیوں کی تردید

۱۷۔ اکتوبر کے پیغام میں "مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم کے قابل قدر خیالات" کے عنوان سے ایک مجہول الحال۔۔۔ اور آوارہ گرد طالب علم عبد السبوح کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جسمیں جلے دل کے پھپھولے پھوڑے گئے ہیں اس کی اصل حقیقت اسی کے ایک بھائی نے بہت عمدگی سے آشکار کر دی ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہے۔ کہ غیر مبائعین ایسے لوگوں کو جو لالچ اور طمع کی وجہ سے ان میں شامل ہوگئے ہیں۔ اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ کیوں سمجھتے ہیں۔ اور بجائے کسی قسم کا فخر کرنے کے اپنی حالت پر کیوں آنسو نہیں بہاتے۔ کہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

کی مثل سچی ہو رہی ہے" ؎ (ایڈیٹر)

الحمد للہ الذی میز بین عبادہ فنا خلص المخلصین منہم وشرد الغادرین ۔

خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ جس نے انسان ضعیف البنیان کی رہبری کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبعوث فرمایا۔ اور محض اپنے فضل سے ان کی تائید کا بیڑا اُٹھایا۔ اور پھر عملی طور پر بڑے بڑے قوی نشانات سے ان کی نصرت کی۔ اور ان کے اعداء اور حاسدوں کو ان کے پیرؤوں کے مقابلہ پر ہمیشہ ذلیل وخوار کیا۔ اور پھر شکر ہے اُس خدا کا جس نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو دوبارہ اپنے ایک مرسل اور نبی کے ذریعہ طوفان ضلالت سے نجات دی۔ اور جس نے کہ دوبارہ آکر دنیا کو قرآن وحدیث کے اُن معارف پر آگاہ کیا۔ جنہیں لوگ بالکل بھول چکے تھے۔ لیکن افسوس کہ اس کی جماعت میں بعض عبد اللہ بن ابی طبع لوگ ایسے بھی منافقانہ طور پر داخل رہے کہ جنھوں نے اس کی محنت سے تیار کردہ جماعت میں مار آستین بنکر اپنی زہر آلودہ نفثات سے ایک خطرناک اصحاب الفیل حملے کے ذریعے چاہا۔ کہ اسکے شیرازہ کو بکھیر ڈالیں۔ لیکن یہ ان کی دماغی تدبیر تھی۔ انھیں معلوم نہ تھا کہ انبیاء کی جماعت میں فساد ڈالنے کے لئے وکالت کی ڈگریاں یا دنیوی ناموری اور انگشت نما بننے کے عہدے کفایت نہیں کرسکتے۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ شریک نہ ہو۔ سو اللہ تعالےٰ نے نہ چاہا۔ کہ اسکی پاک جماعت کے افراد ان دنیا پرستوں کا شکار بنیں۔ اور اپنے فضل سے بموجب اپنی سنت قدیمہ کے کہ جو اسکی طرف سے انبیاء کی جماعتوں کے متعلق چلی آتی ہے۔ حضرت فضل عمر ثانی حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو کھڑا کیا۔ جنہوں نے کہ اس پاک جماعت کو ایک رشتہ اتحاد میں منسلک کر دیا۔ اور جو بد نصیب سیاہ باطن بد نیتی سے اُن میں داء عضال کی سی ترقی کر رہے تھے۔ انھیں الگ کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے تمکین دین جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔ اپنے کرم سے نازل فرمائی۔ لیکن اسپر بھی باغی پارٹی چُپ نہ رہی اور اس کے ممبر جب حسد و بغض سے اور کچھ نہ کر سکے۔ تو خلافت پر اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ جب اسپر بھی ان کو دندان شکن جواب ملے۔ تو پھر انھوں نے اس بحث کو بالکل ہی نسیاً منسیاً کر کے کفر و اسلام کی بحث اختیار کر لی۔ پھر جب اسپر بھی زک پر زک حاصل ہوئی تو تیسری سیڑھی انھوں نے مسئلہ نبوت کی پکڑی۔ جس میں کہ اب وہ پھنسے بیٹھے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ان بیچاروں پر نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی مثل صادق آ رہی ہے۔ اور وہ اس وقت کو پچھتاتے ہیں جب کہ انھوں نے خلافت کا انکار کر کے یہ در بدر کی ٹھوکریں حاصل کیں لیکن ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ پڑھکر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اب ان کا طریق یہ ہے کہ انھوں نے کذب و بہتان اور صریح خلاف واقعات کو شائع کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ معلوم نہیں۔ ان کے امیر نے جھوٹ بولنا تمسخر اور پھبتیاں اڑانا اور حق کو چھپانا اپنی شرائط بیعت میں داخل کر رکھا ہے۔ یا یہ انکار حق کا نتیجہ ہے۔ بہرحال مبطع بھی ان میں یہ مرض پیدا ہو گئی ہے۔ نہایت خطرناک ہے۔ اسکا ایک نمونہ میں اس وقت ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں ؎

حال میں پیغام جلد ۱۴ نمبر ۴۲ میں ایک مضمون نکلا ہے جس کے لکھنے والے نے تخلق باخلاق امیر پیغام پارٹی کامل اور پورا پورا حصہ لیا ہے۔ اور جس سے اس کی اپنی ہونہاری ثابت ہوتی ہے۔ کہ تکذیب مسیح موعود میں مولوی محمد علی صاحب سے بھی دو نمبر زیادہ لے گیا ہے ؎

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر بہتان۔

اس لائق چیلے نے اپنے مرشد کی مختر عہ چالبازیوں کو اختیار کرنے میں ذرا بھی پہلوتہی سے کام نہیں لیا سب سے پہلے تو آپ زمرۂ بغاۃ سے شمولیت پر بہت ہی اترائے ہیں۔ اور شکر کیا ہے۔ اور پھر جھوٹ کی غلاظت پر منہ مارنا شروع کر دیا ہے چنانچہ پہلا اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ میاں صاحب (حضرت فضل عمرؓ) نے حقیقۃ النبوۃ میں لکھا ہے۔ کہ "حضرت صاحب کی وہ تمام تحریریں کہ جن میں انکار نبوۃ ہے۔ منسوخ سمجھو"۔ یہ ایک قابل شرم بہتان ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر لگایا گیا حضور نے کہیں بھی ایسا نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے۔ اول آپ کو اپنے امیر یا کسی اور پیغامی سے پوچھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق "حقیقۃ النبوۃ" میں ایسا کہاں لکھا ہے۔ تا اصل مفہوم کو مروڑ کر افترا پردازی کے ارتکاب سے بچے رہتے ؎

بہتان کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ

"حضرت مسیح موعود کی نبوت آپ کی کتب سے ثابت ہوتی ہے کہ کامل نبوت ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی نفس نبوت میں کوئی نقص نہیں فقط یہ حضرت صاحب ابتدائے دعوے میں اُن الہامات کو جن میں آپ کو نبی کہا گیا ہے۔ غیر مستقل نبوت اور ناقص پر چسپاں کیا کرتے تھے۔ اور جب کہ شریعت اسلام کے تمام علماء کی اصطلاح آپ کے نزدیک ثابت تھی۔ کہ حقیقی کامل یا مستقل نبوت تشریعی ہے تو آپ اپنے

آپ کو اسلئے کہ آپ مستقل طور پر شریعت لانے والے نبی نہ تھے۔ غیر مستقل اور مجازی نبی کہتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ اس (نبی) نبوت سے مراد حقیقی نبوت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے" (مکتوب اخبار الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"اس جگہ (اپنی نبوت کے متعلق) حقیقی معنی مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں"۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

علیٰ ہذا القیاس ظلی کی اصطلاح جو اپنے متعلق حضور استعمال فرماتے تھے۔ اسلئے نہیں کرتے تھے۔ کہ آپ ناقص اور غیر حقیقی (نہ معنے شریعت) نبی ہیں۔ بلکہ اس سے اپنی نبوت کی شان اور عظمت کو اور بڑھا کر پیش کرتے تھے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔

"ظلی کا لفظ تو شان بڑھاتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسےٰؑ و عیسےٰؑ کے لئے ضروری نہ تھا۔ کہ نبوت کے حصول کے لئے جمیع کمالات محمدیہ حاصل کرتے۔ مگر مسیح موعود کے لئے ضروری تھا۔ کہ جمیع کمالات محمدیہ کے بعد نبی کا لقب پائے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں۔

"اس لئے خدا نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا"۔

لیکن بعد میں حضرت صاحب نے اپنی نبوت کو خود مستقل (نہ گذشتہ اصطلاحی معنوں میں) اور حقیقی اور کامل ظاہر فرمایا۔ اور پہلے تو آپ کو تاویل کرنی پڑتی تھی۔ لیکن بعد کے الہامات نے آپ کو اس عقیدہ پر نہ رہنے دیا۔ اور یہ اس لئے کہ آپ تو نبی تھے۔ اور ماموروں کا طریق یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ وہیں تک چلتے ہیں۔ کہ جہاں تک کہ اللہ تعالےٰ رہبری کرتا ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے۔ کہ حضرت صاحب کے متعلق تم یہ اعتراض کرو۔ کہ پہلے جب حضرت صاحب کو اللہ تعالےٰ نے یا عیسیٰ کرکے الہام فرمایا تو اس کے بعد آپکو (نعوذ باللہ) یہ چاہیئے تھا۔ کہ جو بھی الہام ہوتا آپ اسے قبول کرتے۔ اور صرف اسی پر اڑے رہتے کہ میں عیسیٰ ہوں۔ اور نہ ہی جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو بعد میں مسیح ناصری کے فوت ہوجانے کے دلائل بتائے ان کو پیش کرتے۔ کیونکہ پہلے تو آپ نے لکھا تھا۔ وہ دوبارہ آئیگا۔ پھر آپ نہ ہی کسی قسم کا لقب جو اللہ تعالیٰ آپ کو دیتا قبول کرتے۔ کیونکہ اس صورت میں آپکا استقلال ثابت نہیں رہتا۔ پھر کیا تم آنحضرت صلعم پر بھی اعتراض کروگے۔ کہ آپ کو پانچویں سال ہجرت کے خاتم النبیین کا لقب اللہ تعالےٰ نے وحی کیا۔ یقیناً اگر تم لوگ اس وقت بھی موجود ہوتے۔ تو آنحضرتؐ پر بھی اعتراض کرتے۔ کہ (نعوذ باللہ) تم خاتم النبیین نہیں ہوسکتے۔ اتنی مدت تو انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ کا دعوےٰ کرتے رہے۔ اور اب خاتم النبیین بن بیٹھے۔

انبیاء کے مدارج میں ترقی

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء اپنے ابتدائی زمانہ میں اور لوگوں کی طرح ایک بشر کی حیثیت میں ہی ہوتے ہیں۔ ان کو نیک طینت اور پاک دل پاکر اللہ تعالےٰ اُن سے اپنا مکالمہ و مخاطبہ شروع کرتا ہے۔ اور اسمیں پھر تدریجی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ دیکھئے پہلے پہل جب آنحضرتؐ کے پاس فرشتہ وحی لیکر آیا۔ تو صرف یہ کہا۔ کہ "اقرأ"۔ اور آنحضرتؐ نے جواب دیا۔ کہ "ما انا بقاری"۔ لیکن یہ پہلی سیڑھی تھی۔ اس وقت آنحضرتؐ کو خود بھی معلوم نہ تھا۔ کہ میں مبعوث ہونے والا ہوں۔ یہاں تک کہ حضور پر نور الٰہی پوری طرح سے منکشف ہوگیا۔ اور پھر بعد میں اللہ تعالےٰ نے وحی کی کیفیت اور کمیت میں بھی آپکو وہ خصوصیت عطا فرمائی۔ کہ خود حضور نے فرمایا۔ کہ انا سید ولد آدم۔ کیا تم کہوگے۔ کہ آپ نے شروع نبوت میں کیوں ایسا نہ کہا۔ پھر فرمایا کہ

انا خاتم النبیین و آدم بین الماء والطین

حالانکہ خاتم النبیین والی آیت آپ پر ہجرت کے پانچویں سال نازل ہوئی۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان لقب ہے۔ کہ جس سے بڑھ کر حضور کی فضیلت کو ظاہر کرنے والا لقب اور کوئی نہیں ہوسکتا کیا تمہارے جیسے نا اہل نکتہ چین اس پر بھی یہ اعتراض کریں گے۔ کہ کیوں آنا فرا عظیم الشان نبیؐ تذبذب میں رہا۔ اور نبوت کے پہلے سال ہی کیوں دعوے خاتم النبیین کا نہ کردیا۔ اسی طرح سے احکام شرعی بھی تدریجاً نازل ہوتے رہے۔ کیا تم اے جاہلو! اسپر بھی اعتراض کروگے۔ کہ اتنے سال نبوت کے بعد گذر گئے۔ اور شراب کو حرام کرنے کی آیت چوتھے سال ہجرت کے یاد آئی۔

پھر حضرت مسیح موعود کے متعلق ہم پوچھتے ہیں۔ کہ حضور کا سب سے پہلا الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ ہے جس سے کہ آپ کی نہ ہی تو مجددیت ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی نبوت۔ تو کیا اے دل کے اندھو تم یہ اعتراض بھی کروگے۔ کہ حضور علیہ السلام کی حیثیت صرف عبد کی تھی۔ آپ مجدد بھی نہ تھے۔ اور نبی تو آپ تھے ہی نہیں کیا حضرت صاحب نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ پہلے جب آپکو عیسیٰ بن مریم کہا گیا۔ تو آپ نے سمجھا۔ کہ میری اور مسیح بن مریم کی کیا نسبت۔ وہ نبی تھا۔ اور بعد ازاں فرمایا۔

"لیکن خدا تعالےٰ کی بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی نے مجھے پہلے عقیدے پر نہ رہنے دیا"۔

اور پھر حضرت صاحب کے اس قول کا

"میں مسیح کیا نسبت رکھتا ہوں۔ وہ تو خدا کے نبی تھے"۔

مقابلہ حضرت صاحب کے اُن اقوال سے کرو۔

(۱) "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے"۔

(۲) "عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم"۔

(۳) "مسیح محمدی مسیح موسوی سے اپنی تمام شانوں میں بڑھ کر ہے"۔

مقابلہ تو کرو۔ کیا آپ نے پہلے عقیدہ کو بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی سے زیادہ وضاحت پاکر بدل نہیں دیا؟

اگر تعصب نے تمہاری قوت فہمیہ مسخ نہیں کردی۔ تو با آسانی معلوم کرسکتے ہو۔ کہ حضرت صاحب کے پہلے قول اور دوسرے اقوال میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور جب حضور خود فرماتے ہیں

کہ خدا کی بارش کی طرح سے اترنے والی وحی نے مجھے پہلے عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ تو پھر چون وچرا کی گنجائش کس طرح رہ سکتی ہے۔

اگر خدا تعالیٰ کسی کو فضیلت دیدے۔ تو تم کیوں نجل کرتے ہو۔ خدا نے جب حضور کو ایک مرتبہ دیدیا ہے۔ اور اس کو تسلیم کرتے ہوئے تم چند احمدیوں سے میں جول لین دین اور کسی طرح کی مالی امید نہیں رکھ سکتے۔ تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے آسان طریق یہ ہے۔ کہ تم علانیہ غیر احمدیوں سے جا ملو۔ تا آپ کو چاہے دین نہ ہی ملے۔ لیکن دنیا (جس کی خاطر تم کو اتنے حیلے تراشنے پڑے) تو مل جائے گی۔ یہ نہ ہو کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم کے مصداق بن کر خسر الدنیا والآخرۃ والے گروہ کی شمولیت حاصل کرو مضمون لکھنے والا بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ وہ کیوں ایسی نمک حرامی کا مرتکب ہوا ہے۔ تو اغلباً میری ہی بات کی (گو بظاہر نہ کرے) تصدیق کریگا۔

خلیفۃ المسیح حضرت صاحب نے کسی تحریر کو منسوخ نہیں کیا بلکہ مسیح موعود نے خود کیا ہے

پھر سب سے بڑھ کر معترض نے اس بات کو اعتراض کا نشانہ بنایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حقیقۃ النبوۃ میں نسخ کا لفظ کیوں لکھ دیا۔ سو اس پر زیادہ چڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر تم تعصب کو چھوڑ کر غور سے سوچو۔ کہ جب حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں۔ کہ

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے صرف ان ہی معنوں میں کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں"۔

(غلطی کا ازالہ)

تو کیا اس سے ثابت نہیں۔ کہ حضور نے خود اس سے اپنی ایسی تحریرات پر جن میں نبوت کا بظاہر انکار پایا جاتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے لکیر پھیر ڈالی ہے۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے نسخ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود کے مذکورہ بالا حوالے سے ترادف کی نسبت رکھتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"میرا یہ قول کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب اس کے معنے صرف اسقدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں"۔

جو وجہ پہلے انبیاء کے لئے نبوت کا باعث ہوئی وہی مسیح موعود میں موجود ہے

اب میں پوچھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کیوں نبی کہلاتے تھے۔ اگر وہی معیار نبوت اور وہی وجہ جو کہ ان کے لئے نبوت کا رتبہ حاصل کرنے کی موجب ہوئی۔ وہی حضرت مسیح موعود میں بھی پائی جاوے۔ تو یقیناً عند العقل یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ بھی نبی ہیں۔ اور نفس نبوت کے رو سے آپ میں اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کے لئے ہم مسیح موعود ہی کا قول پیش کرتے ہیں حضور امت محمدیہ کے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

جب ان انعامات کی وجہ سے پہلے لوگ نبی بن گئے۔ تو حضرت مسیح موعود کس طرح سے وہی انعامات پاکر نبی نہیں ہو سکتے۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت صاحب نے بعض جگہ پر نبوت سے انکار کیوں کیا؟ اس کا جواب پہلے بھی کچھ آچکا ہے۔ باقی ایضاح کے لئے ہم بتاتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو"۔ (بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

اور پھر آخری خط اخبار عام والے میں بھی یہی وجہ بتلاتے ہیں۔ کہ میرا انکار نفس نبوت سے نہیں ہے۔ اور اسکی بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اور انکار جس نبوت سے ہے۔ وہ تشریعی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"یہ الزام جو مجھ پر لگایا گیا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر کتاب میں ہمیشہ لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوے نہیں اور یہ سراسر مجھ پر تہمت ہے"۔ (مکتوب اخبار عام)

غیر مبائعین کے عقائد مسیح موعود کی تحریروں کے خلاف ہیں

اب ہم غیر مبائعین ہی کی تعریف نبوت کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک۔ نبوت تین شرائط سے ثابت ہوتی ہے۔ (۱) صاحب کتاب ہو۔ (۲) صاحب شریعت ہو۔ (۳) کسی نبی کا متبع نہ ہو۔

ان کے مقابلہ میں حضرت صاحب کا قول دیکھو۔

"نبی کا شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موہبت ہے۔ جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸)

ناظرین سیغا میوں کے الحاد پر نظر فرمادیں۔ ان کی تعریف نبوت بھی ملاحظہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کی بھی۔ حضرت صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی"۔

شرارت پیغامیہ کو روشن کرنے کے لئے اسی پر کفایت کی جاتی ہے *

قرآن کریم کے رُو سے نبوت مسیح موعود کا فیصلہ

مضمون لکھنے والے نے اسپر بھی بہت زور دیا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کا فیصلہ نہیں مانا جاتا۔ اس کے اس بے حیائی سے بھرے الزام کی بھی قلعی کھولتا ہوں۔ پہلے میں قرآن کریم ہی سے استدلال حضرت صاحب کا پیش کرتا ہوں *

"جس کے ہاتھ پر امور غیبیہ من جانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرور اس پر مطابق آیت فلا یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آجائیگا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

قرآنی آیت کو پیش کرکے حضور نے نبی کی تعریف فرمائی ہے۔ جیسے کہ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر امور غیبیہ کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے پس مصفی غیب کے لئے نبی کا ہونا ضروری ہے" *

(ایک غلطی کا ازالہ)

قرآنی اصطلاح سے تو نبی کا مفہوم سمجھ آگیا ہے۔ اور حضرت صاحب نے خود استدلال کرکے ثابت کیا ہے جسے کہ تم کم از کم اگر دل سے نہیں۔ تو زبان سے حکم عدل کہتے ہو۔ لیکن فیصلہ اس کا ماننا نہ معلوم تمہیں کیوں شاق ہے۔ کچھ شرم کرو۔ اور سابق احمدی ہونے کا ہی لحاظ کرکے آپ کے فرمودہ کو غور سے دیکھو۔ قابل تنقیح یہ بات ہے۔ کہ تعریف نبوت تو معلوم ہوگئی۔ اب حضرت صاحب کے اپنے دعوے کو دیکھو۔ کہ آپ بھی ایسی نبوت کے مدعی ہیں یا نہیں؟ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"ہمارا دعوے ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں ہر حق کو پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔" (بدر ۵ - مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر فرماتے ہیں *

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہے جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں جب تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں" *

(مکتوب اخبار عام)

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ کہ تعریف نبوت کے مطابق صرف آپ نبی ہیں۔ اور کوئی اس تعریف کا مصداق امت محمدیہ میں نہیں ہوا۔ اور کثرت امور غیبیہ جو نبوت کی شرط ہے۔ سوائے آپ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔ پیغامی پارٹی کے پیرو تو اپنی بد عقیدگی سے یہ مانتے ہیں۔ کہ ایسی نبوت تمام مجددوں میں پائی جاتی ہے۔ بخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں *

"نبی کا نام پانے کے لئے (صرف) میں ہی مخصوص ہوں۔ اور دوسرے تمام اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

نبی رسول بھی ہوتا ہے

پھر شاید کوئی پیغامی یہ اعتراض کر بیٹھے۔ کہ آیت من ارتضی میں رسول ہے۔ اور حضرت صاحب کی تحریر میں رسول ہے۔ نبی کا لفظ نہیں ہے۔ اس لئے اسکا جواب حضرت مسیح موعود خود دیتے ہیں۔

"نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو۔ تو پھر غیب مصفیٰ کی خبریں اسے مل نہیں سکتیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

نیز فرماتے ہیں۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرائط ان میں پائی نہیں جاتیں" *

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ میں لکھتے ہیں۔

"حکمت الٰہیہ نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے اور اُن کا نام نبی نہ رکھا جاوے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جاوے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے" *

اب جبکہ نبوت کی بات صاف ہوگئی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنے والے دریردہ قرآن کریم کے منکر ہیں۔ اور محض بے حیائی سے غلط فہمی پھیلانے پر کمربستہ ہیں۔ تو میں مضمون لکھنے والے کے بعض الزامات کو جو اس نے دنیوی لالچ میں پھنس کر اور پبلک کی آنکھوں میں جان بوجھ کر خاک ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے محض افتراء کے طور پر کئے ہیں۔ رد کرتا ہوں *

مضمون نویس کی ایک اور غلط بیانی اور اُس کی تردید

دریدہ دہن مضمون لکھنے والے نے ایک یہ الزام لگایا ہے۔ کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے ایک حق کے متلاشی کی حیثیت سے خط و کتابت شروع کی تھی۔ اور ارادہ تھا۔ کہ قادیان سے نکل کر آجاؤں لیکن میرا ایک خط کسی طرح سے پکڑا گیا۔ اور مجھے یہاں آنے سے روکنے کے لئے انھوں نے مجھے ساتویں جماعت میں داخل کردیا۔ یہ اُس نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ کہ اُسے لاہور جانے سے روکنے کی خاطر نویں جماعت میں کیا گیا تھا۔ اُس نے خود منت وزاری سے کئی ایک شوط شاقہ کو اپنے ذمے لیکر ترقی چاہی۔ اس سے کئی ایک عرضیاں کی تھیں۔ کہ میرا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں اپنی آوارگی یکسالہ جس میں کہ میں بغیر پڑھائی کے پشاور وغیرہ مقامات میں پھرتا رہا ہوں۔ اور سال سے کچھ مدت زیادہ

گذار کر لوٹا ہوں۔ میرے ہم جماعت لڑکے مجھ سے ایک سال آگے ہو گئے ہیں۔ اور اب میں انہیں دیکھ کر نہیں برداشت کر سکتا۔ کہ میں ان سے نیچے کی جماعت میں رہوں۔ اور میں معاہدہ لکھ کر دیتا ہوں۔ کہ مجھے ایک سال کی ترقی دیجاوے۔ اس شرط پر کہ اگر ہر ایک امتحان میں میں پاس نہ ہوں۔ تو بلا سماعت کسی عذر کے مجھے نچلی جماعت میں اتار دیا جاوے ؛

اس مضمون کی متعدد عرضیاں اس نے پیش کیں لیکن افسر صاحب سے کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کار ایک اور عرضی لکھی۔ اور جواب کیلئے اصرار کیا۔ جسپر کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے افسر مدرسہ احمدیہ نے لکھا۔ کہ :-

"اس قسم کی ترقی میں تمہارے لئے مناسب نہیں سمجھتا۔ اور فی الحال تو تمہاری ہی کلاس میں تم سے زیادہ نمبر لینے والا ایک لڑکا موجود ہے۔ پس اس قسم کی ترقی لینے کا تم سے بڑھ کر وہ مستحق ہے۔ تمہیں کسطرح اس صورت میں ایکسال کی ترقی دیدیں" ؛

یہ دیکھ کر وہ بہت ہی پریشان سا ہوا۔ اور مایوسی کے مارے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے اس قسم کی کوئی درخواست پھر نہیں دی۔ یہاں تک کہ سالانہ امتحان کے بعد جماعت ششم میں پاس ہو کر یہ کہنا شروع کیا۔ کہ میرے والد صاحب میری فرقت گوارا نہیں فرما سکتے۔ صرف ایکسال کے لئے انہوں نے مجھے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اور اسی اثناء میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک لفافہ آیا۔ جو کہ میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جس کے اندر یہ مختصر سے الفاظ لکھے تھے۔ "مولوی محمد یمین کا خط تمہارے متعلق آیا ہے۔ آپ آ جاویں۔ انتظام ہو جائیگا"۔ صرف اتنی عبارت اور "اشاعت اسلام انجمن لاہور" اس لیٹر پیپر پر چھپا ہوا تھا۔ اس خط کو اس نے خود ہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ذریعہ میاں بشیر احمد صاحب تک پہنچایا۔ اور اس بات کے لئے زور لگایا۔ کہ یا تو مجھے ساتویں میں ترقی دی جائے۔ یا مولوی فاضل کلاس میں داخل کیا جاوے۔

کیونکہ مولوی محمد علی میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور میں جانا نہیں چاہتا۔ مگر والد صاحب پڑھانا نہیں چاہتے۔ انہوں نے صرف ایک سال کی مہلت مجھے دی ہے کہ جتنا اس کے اندر اندر پڑھوں پڑھوں۔ اور اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ اسپر حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے یہ فرمایا۔ کہ :-

"عبد الحلیم سے لکھوالاؤ۔ کہ وہ تمہیں ترقی دینے میں کسی قسم کا مانع نہ ہوگا۔ کیونکہ استحقاقاً وہ اول ہے"۔

اسپر یہ حضرت میرے پاس تشریف لائے اور نہایت انکساری سے منتیں کرنے لگے۔ کہ میری ترقی کا مدار تم پر ہے۔ اور تمہارے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ خدا کے لئے مجھ سے یہ بھلائی کرو۔ تمہارا ہمیشہ کے لئے مشکور ہوں گا۔ جسپر میں نے لکھدیا۔ اور اساتذہ کے مشورہ اور مجوزہ شرائط منظور کروانے سے اس کو ترقی کی اجازت دیگئی۔ جن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ آئندہ سہ ماہی امتحان میں پاس ہونا ضروری ہے۔ ثانیاً یہ کہ چھٹی کلاس کا اب بھی امتحان سالانہ میں داخل سمجھا جائے گا اور پھر یہ کہ آئندہ تعطیلات گرما میں بھی یہیں رہنا پڑے گا۔ اور فوت شدہ پڑھائی کو [illegible] ہو گا۔ اور امتحان سہ ماہی میں اگر ایک مضمون میں بھی فیل ہو گیا۔ یا یہ کہ امتحان ہی نہ دیا۔ تو پھر چھٹی میں اترنا پڑے گا۔ اور پھر نام بھی چھٹی کلاس ہی کے ساتھ لکھا جائیگا اور کہا گیا۔ کہ تم سہ ماہی امتحان میں اپنے معاہدہ میں پورے اترو گے۔ تو ساتویں میں نام داخل کیا جاوے گا۔ لیکن بعد میں بہت کچھ منت وسماجت سے نام ساتویں میں داخل کروایا ؛

سہ ماہی امتحان کا موقعہ جب آیا۔ تو جناب نے بہت کچھ پہلو تہی کی۔ لیکن امتحان پر مجبور کیا گیا۔ امتحان میں جب آپ نے معلوم کیا۔ کہ پرچے تو جواب دیتے ہیں۔ تو پاس ہونے کی امید قطع کر کے گھر سے خطوط منگوا کر چھٹیوں میں بصد مشکل کان دبا کر یہاں سے نکلنے کی کی۔ یہ ہے آپ کی قابلیت۔ کہ ترقی آپ کو کسطرح سوجھی تھی ؛

مضمون نویس کے کانشنس کی حقیقت — پھر آپ

فرماتے ہیں۔ کہ میری کانشنس ہی میرے قادیان جانے میں حقیقی سد راہ تھی۔ اس کے جواب میں صرف اتنا ظاہر کر دینا کافی ہے۔ کہ جب آپ کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ امتحان سہ ماہی میں کامیاب تو ہونا نہیں۔ اب اترنا بھی مشکل ہے مگر نہ چھٹی جماعت کے قابل رہا ہوں۔ اور نہ ساتویں کے۔ تو اس صورت میں کیوں آپ کا کانشنس یہاں آنے سے نہ روکتا۔ کانشنس تو معلوم کر گیا تھا۔ کہ اب ترقی کا ملنا مشکل ہے۔ اور پھر چھٹی کلاس بھی کانشنس کو دوبھر معلوم ہوتی تھی۔ لیکن آپ کے کانشنس کی کیفیت ناظرین آپ کے اس خط سے معلوم کر لیں گے۔ کہ کانشنس کو آنے سے کیوں نفرت ہوئی۔ کیا آپ نے جس وقت یہ خط لکھا تھا۔ اس وقت کانشنس کو جواب دیدیا تھا۔ اپنے خط کو پڑھو اور دیکھو۔ کہ تمہارا کانشنس کیا حقیقت رکھتا ہے۔ خط یہ ہے۔

"بعالیخدمت جناب مولانا صاحب (یہ خط مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی طرف ہے) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مجھے اس جگہ بھی تین روز سخت بخار رہا۔ جس سے کمزوری اور بھی ہو گئی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں خیریت سے ہوں۔ ضعف کی کچھ شکایت باقی ہے۔ میرے ساتھ عجیب معاملہ درپیش ہے۔ خدا رحم کرے۔ والد صاحب کا مجھے واپس نہ بھیجنا تو بجائے خود رہا۔ مولوی محمد یمین ان کے پیچھے ہر وقت پڑا رہتا ہے کہ قادیان میں بیماری ہے۔ آگے بھی بیمار آیا ہے۔ اب نہ جانے دیں۔ پھر بیمار ہو جائیگا۔ باقی غیر مبائعین بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ میر حیات علی صاحب تو ملامت بلکہ گالیاں دیتے ہیں۔ کہ جس وقت تم بیمار ہوئے تھے کیوں نہ چلے آئے۔ خواہ بھاگ کر کیوں نہ آنا پڑتا۔ اور مولوی سرور شاہ تمہارا خیر خواہ نہیں سخت دشمن ہے تم کو اپنی جان اچھی ہے یا پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ اب میں حضور سے مشورہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ ایسی صورت میں کیا کیا جاوے۔ اگر میں بھاگ کر چلا آؤں۔ تو اس صورت میں کرایہ نہیں ہے۔ جسطرح آپ مناسب سمجھیں حکم فرماویں۔ اور نیز یہ ضروری عرض ہے۔ کہ مجھے امتحان کے نتیجہ سے مطلع فرماویں۔ اگر میں ایک مضمون میں بھی فیل ہو جا

تو میرا آنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ میاں صاحب اس صورت میں مجھے جماعت ششم میں اتاریں گے۔ اور پھر یہ سال میرا اگر یا عبث ہوتا۔ یہ تھی آپ کی کانشس کی کیفیت اگر یہاں سے کرایہ چلا جاتا۔ اور ساتویں جماعت میں بھی رہنے دیا جاتا۔ تو آپ کا کانشس بصد خوشی آپ کو یہاں کھینچے لئے آتا۔ لیکن مذکورہ خدشہ نے آپ کے کانشنس کی حالت نازک کر دی۔ ناظرین اندازہ کر لیں کہ اس کی اس تملق آمیز تحریر سے کیا معلوم ہوتا ہے اور شائع کردہ بجز اس کیا شہادت دیتی ہے۔ پھر آپ نے ان بہتانوں پر ہی اکتفا نہیں کی۔ آگے لکھتے ہیں۔ کہ مذخر شاہ کے سامنے مولوی صاحب نے یوں کہا۔ کہ عبد السبوح غیر محنتی ہے۔ اس لئے اسکا وظیفہ بند کیا جاتا ہے۔ خوب ہی کذب بیانی کا طریق آتا ہے۔

مدعی سُست گواہ چُست۔

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب جب ہزارہ تشریف لے گئے تھے۔ اُن دنوں میں ابھی کوئی تخفیف وغیرہ نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ ہی معلوم تھا۔ کہ تخفیف ہو گی۔ اور آپ کی غیر موجودگی میں جانے کے بعد بہت سے دن گذر چکے تھے۔ جو یہاں اساتذہ کی رائے پر تخفیف ہوئی جس میں کہ مضمون شائع کرنے والے کا نام بھی آ گیا۔ اور پھر سفر ہزارہ سے لوٹ کر حضرت مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا۔ کہ عبد السبوح نہیں آیا؟ میں نے عرض کی۔ کہ حضور نہیں آیا۔ اس سے پہلے حضرت مولوی صاحب کو پتہ بھی نہ تھا۔ کہ آپ تشریف لائے ہیں یا کہ نہیں اور نہ ہی تخفیف ہونے کی خبر تھی۔ چہ جائیکہ یہ معلوم ہوتا۔ کہ آپ کا اسم شریف بھی تخفیف میں آ گیا ہے۔ پھر یہ کسقدر بہتان عظیم ہے۔ کہ فلاں شخص نے یہ کہا۔ کہ مولوی صاحب نے تمہاری تخفیف کا موجب غیر محنتی اور اکثر امتحانوں میں فیل ہونا بتایا۔ ان ھذا الا اختلاق۔ بس اب میں مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد بشر کو دنیوی لالچ سے محفوظ رکھے۔ تاکہ یصبح مومناً ویمسی کافراً و یمسی مومناً و یصبح کافراً کا مصداق نہ بنے۔

الراقم۔ عبد الجلیل جماعت ششم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

ترمیم

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جو اپنے اخبار مورخہ ۱۳/۱۲ نمبر ۲۹/۳ صفحہ ۸ کالم اول میں ایک مکالمہ کا حوالہ دیا ہے۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ نے تو فرمایا تھا۔ کہ ایک بات محمد رسول اللہ کی نہ مانیں تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ میں نے یہ عرض کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کا منکر درحقیقت آنحضرت کا منکر ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود آئیگا۔ اور مرزا صاحب اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ تو اب مسیح موعود کا منکر تو محمد رسول اللہ کا منکر ہوا۔ کیونکہ منکر آنحضرت کے اس کلام کو جو مرزا صاحب پر پورا ہوا۔ غلط قرار دیتا ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ محمد رسول اللہ کی ایک بات نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ اگر میرے ایک نسخے کا انکار کرنے والا میری ڈاکٹری سے انکار نہیں کر سکتا۔ تو محمد رسول اللہ کا انکار کیسے کافر بنا سکتا ہے۔ (الفاظ یاد نہیں مفہوم یہ تھا) آپ نے تو اخبار میں مرزا صاحب کے انکار سے لکھا ہے۔ یہ تو ان کے نزدیک معمولی بات ہے۔

محبوب عالم احمدی از لاہور۔

فہرست نو مبائعین

حیات محمد صاحب۔ گجرات	عمر بخش صاحب۔ گوجرانوالہ
	حیات بی بی۔ ”

بیعت خلافت

غلام حیدر صاحب۔ میرپور	غلام نبی صاحب۔ میرپور
غلام قادر صاحب۔ ”	دولت بی بی۔ ”
غلام رسول صاحب۔ ”	مولوی حیات گل صاحب۔ پشاور

چمکار محمدی نظم پنجابی۔ یعنی سوانح عمری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے بہت پسند فرمایا تھا۔ از منشی جھنڈے خان احمدی مدرس ڈسٹرکٹ بورڈ ہیڈ ماسٹر بے ہالی۔ ضلع گورداسپور)